Journal of Sociology & Cultural Research Review (JSCRR)
Available Online: https://jscrr.edu.com.pk
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Hazrat Ali's (R.A) Measures for Establishing Justice as a Ruler

اقامت عدل پر بطور حکمران حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقدامات

Mr.Arif Ali
MS Scholar HITEC University Taxila
Dr. Saeed Ahmad
Lecturer HITEC University Taxila

ABSTRACT

Hazrat Ali ibn Abi Talib (RA), the fourth Caliph of Islam, is recognized for his exemplary efforts in establishing justice during his rule. This study examines his administrative and judicial reforms aimed at ensuring fairness and equality in society. Hazrat Ali (RA) emphasized the selection of judges based on piety, integrity, and competence, while also implementing policies that eradicated corruption and safeguarded public rights. His emphasis on social justice, accountability, and moral governance established a transparent legal system that balanced individual rights with collective welfare. This research analyzes his strategies to uphold justice and their relevance for contemporary governance systems, providing insights into ethical leadership rooted in Islamic principles.

***Keywords**: Hazrat Ali, justice, Islamic governance, judicial reforms, social equity, moral leadership, accountability, Caliphate.*

عدل کا معنی و مفہوم

عدل سے مراد مساوات کے طریقہ پر انصاف کرنا۔[i] ابن العربی کے بقول عدل کے معنی استقامت کے ہیں۔[ii]

عدل کے معنی انصاف ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ دیں۔[iii]

عدل کے بارے میں علامہ زبیدی لکھتے ہیں "یعنی عدل ظلم کی ضد ہے جو کسی چیز کے صحیح ہونے پر دلالت کرتا ہے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عدل افراط و تفریط کے درمیانی درجے کا نام ہے۔ امام راغب اصفہانی کے ہاں عدل کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم مطلق ہے کہ عقل اس کے حسن کا متقاضی ہے اور یہ قسم کسی زمانے میں منسوخ نہیں ہوا کرتی جبکہ دوسری قسم وہ ہے کہ جس کا عدل ہونا شریعت سے معلوم ہو جائے جس کا بعض زمانوں میں منسوخ ہونے کا احتمال بہر حال موجود رہتا ہے جیسے کہ قصاص اور مرتد کا مال قبضہ کرنے جیسے دیگر احکام"[iv]۔

عدل کے معنی حق دار کو اس کا پورا حق ادا کر دینا بھی ہے۔ اسلام میں عدل و انصاف پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے کیونکہ یہ وہ خوبی ہے کہ جو قومیں اسے اپناتی ہیں وہ غرور و تکبر سے دور رہتی ہیں اور جن معاشروں میں اس قیمتی جوہر کی کمی ہوتی ہے وہ رفتہ رفتہ زوال پذیر ہوتے جاتے ہیں اور تباہی و بربادی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اقامتِ عدل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں

دیگر نظامِ عدل میں "وضعی قوانین" معاشرے یا کمیونٹی کے لوگوں نے ان کے حالات اور ضروریات کو مد نظر رکھ کر تیار کیے ہیں، جب کہ اسلام کا نظام عدل سب سے پہلے معاشرے میں اپنی خطوط اور اپنے اصولوں کے مطابق خود کو ڈھالتا ہے۔ پہلی صورت میں سوسائٹی آگے ہوتی ہے اور قانون اس کے پیچھے ہے جبکہ اسلامی نظام انصاف آگے ہے اور معاشرے کو اس کی پیروی کرنی ہے۔

JSCRR

چونکہ اسلامی قانون اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ازل سے ابد تک ہر چیز کو جانتا ہے، جس کا علم ہر چیز پر محیط ہے، اس لیے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس میں کوئی خامی ہے اور وہ بنیادی طور پر اس سے پاک ہے۔

یعنی اللہ عدل، احسان اور رشتہ داروں کو ان کے حقوق دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، برائی اور ظلم سے منع کرتا ہے، یہ ایک جامع نصیحت ہے۔ یہ آیت نہ صرف اسلامی اخلاقیات کا خلاصہ کرتی ہے بلکہ ایک منصفانہ اور متوازن معاشرتی نظام کے قیام کی ہدایات بھی دیتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ نے جہاں اپنی نجی زندگی میں عدل و انصاف کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا وہی، اجتماعی، حکومتی اور سماجی زندگی کے ہر پہلو صحیح معنوں میں اقامت عدل پر قائم رہے۔۔ ذیل کی سطور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بطور حکمراں قائم کردہ معیارات کا ذکر ہو گا۔

قانون سازی اور قانون کی علمداری میں عدل

اپنے قاتل کے بارے میں حضرت علی کی وصیت دراصل انسانیت کا منشور ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دیکھو، اگر میں اس ضرب سے بچ نہیں سکتا تو میرے قاتل کو ایک ہی ضرب لگاؤ، کیونکہ ایک ہی ضرب کی سزا اور بدلہ ایک ہی ضرب ہے، اور دیکھو کہ میرے قاتل کی لاش کو ٹکڑے نہ کرو۔ "کیونکہ میں نے سرکار دو عالم سے سنا ہے کہ خبردار! کاٹنے والے کتے کو بھی مت مارو، اس کے جسم کے اعضاء نہ کاٹو۔[v]

مالی وسائل کی تقسیم میں عدل

حضرت علی ابن ابی طالب کی زندگی اور ان کے دور خلافت میں ان اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی بہترین مثالیں ملتی ہیں۔ ان اصولوں پر عمل کر کے ہی ایک مومن حقیقی فلاح اور کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ "اور جو لوگ اپنے مال میں زکوٰۃ کے مستحقین کا حق ادا کرتے ہیں، اور جو لوگ ہم پر ایمان لاتے ہیں اور ہمارے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں، وہی جنت میں داخل ہونے والے ہیں، وہی ہیں جن کے لیے ان کے رب کے پاس رزق اور اجر ہے، اور وہی ہیں جن کے لیے ان کے رب کے پاس رزق اور اجر ہے۔"[vi]

قرآن مجید کی مذکورہ آیت مومن کی صفات اور ان کے بدلے میں دی جانے والی جزا کو بیان کرتی ہے۔ یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ ایک حقیقی مومن کیسی صفات کا حامل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کیا اجر مقرر کیا ہے۔

وسائل بیت المال کی تقسیم میں عدالت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی تفریق کے بغیر تمام رعایا کو بیت المال سے برابر حق دیتے تھے چنانچہ کبھی بیت المال کو اپنے مفادات یا کسی عامل و گورنر کے مفاد میں استعمال نہ ہونے دیا کیونکہ یہ حکومتی ادارہ مکمل طور پر عوام کا کفیل ہے اور انہی کا اس پر حق ہے۔

قرآن مجید میں زکوٰۃ کو ایک اہم فریضہ قرار دیا گیا ہے جو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ زکوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان اپنے مال کا ایک خاص حصہ غریبوں اور مسکینوں کو دیتا ہے۔ مختلف اقسام کی جائیدادوں کے لیے زکوٰۃ کی شرح مختلف ہوتی ہے، لیکن عام طور پر سالانہ آمدنی کا 2.5% ہے۔۔[vii]

قرآن میں صدقہ کو بھی ایک اچھا عمل قرار دیا گیا ہے۔ صدقہ کا مطلب ہے کہ کوئی شخص اپنی مرضی سے کسی غریب یا محتاج شخص کو پیسہ یا کوئی اور چیز دے۔ صدقہ کسی بھی وقت اور کسی بھی مقدار میں دیا جا سکتا ہے۔ قرآن کی تعلیمات کے مطابق، مالی وسائل کی منصفانہ تقسیم ایک ایسا معاشرہ بنانے کے لیے ضروری ہے جو عادلانہ اور منصفانہ ہو۔ جب دولت کو غریبوں اور محتاجوں میں بانٹا جاتا ہے، تو اس سے ان کی زندگیوں میں بہتری آتی ہے اور وہ معاشرے میں زیادہ فعال کردار ادا کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔

حکومتیں اور افراد دونوں مالی وسائل کی منصفانہ تقسیم میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ حکومتیں ایسی پالیسیاں بنا سکتی ہیں جو غریبوں اور محتاجوں کی مدد کریں، جیسے کہ زکوٰۃ اور صدقہ کے نظام کو فروغ دینا۔ افراد بھی صدقہ اور خیراتی کاموں میں حصہ لے کر مالی وسائل کی منصفانہ تقسیم میں حصہ

ڈال سکتے ہیں۔مالی وسائل کی منصفانہ تقسیم ایک ایسا مقصد ہے جس کے لیے ہمیں سب کو مل کر کام کرنا چاہیے۔ یہ ایک ایسا مقصد ہے جو تمام لوگوں کے لیے ایک بہتر دنیا بنا سکتا ہے۔[viii]

فیصلوں میں عدل

اسلام میں عدل کو ایک بنیادی اصول قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث نبوی میں عدل کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے اور اسے ایک اچھے معاشرے کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: "اے ایمان والو! انصاف کو قائم رکھو اللہ کے لیے گواہی دینے والے ہو کر خواہ وہ تمہارے والدین ہی کیوں نہ ہوں یا تمہارے قریبی ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر وہ مالدار ہوں یا غریب ہوں تو بھی انصاف کرو۔"[ix]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص عدل کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اپنی محبت میں لے لیتا ہے۔" (ترمذی) حضرت علی رضی اللہ اما اخ لک فی الدین واما نظیر لک فی الخلق[x] یا تو وہ تمہارا برادر دینی ہے یا تجھ جیسی مخلوق۔

فیصلوں میں عدل کے اصول

فیصلوں میں عدل کے کئی اصول ہیں جن پر عمل کیا جانا چاہیے۔ان میں سے کچھ اہم اصول درج ذیل ہیں:

منصفانہ سماعت: ہر شخص کو اپنا موقف پیش کرنے اور اپنے حق کا دفاع کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔ غیر جانبدارانہ فیصلہ: فیصلہ کرنے والے کو کسی بھی قسم کے تعصب یا مفاد سے پاک ہونا چاہیے۔ قانون کی حکمرانی: فیصلہ قانون کے مطابق کیا جانا چاہیے اور کسی بھی شخص یا گروہ کو قانون سے بالاتر نہیں سمجھا جانا چاہیے۔

مساوی سلوک: تمام لوگوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا جانا چاہیے، ان کے مقام، حیثیت، یا عقائد سے قطع نظر۔

شفافیت: فیصلہ سازی کا عمل شفاف ہونا چاہیے اور لوگوں کو یہ جاننے کا حق ہونا چاہیے کہ فیصلے کیسے کیے جاتے ہیں۔

فیصلوں میں عدل کے فوائد

معاشرے میں اعتماد کا فروغ: جب لوگوں کو یقین ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جائے گا، تو وہ معاشرے پر اعتماد کرتے ہیں اور اس میں حصہ لینے کے لیے زیادہ مائل ہوتے ہیں۔ معاشرے میں امن و استحکام: جب لوگوں کو یقین ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جائے گا، تو وہ تشدد اور تنازعات کا زیادہ امکان نہیں رکھتے ہیں۔

معاشی ترقی: جب لوگوں کو یقین ہوتا ہے کہ ان کے حقوق محفوظ ہیں اور ان کے ساتھ منصفانہ سلوک کیا جائے گا، تو وہ سرمایہ کاری کرنے اور کاروبار شروع کرنے کے لیے زیادہ مائل ہوتے ہیں۔ انسانی حقوق کا تحفظ: فیصلوں میں عدل انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے ضروری ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عدل وانصاف کے بلند پایہ پر کار تھے۔ آپ کا ماننا تھا کہ فیصلہ کرتے وقت تمام لوگوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا جانا چاہیے، چاہے وہ امیر ہوں یا غریب، طاقتور ہوں یا کمزور۔ آپ نے فرمایا: "انصاف سب سے بڑی عبادت ہے۔"[xi] "عدل کرو خواہ یہ تمہیں اپنے دوستوں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔" "ظلم سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے۔" حضرت علی رضی اللہ نے اپنے حکمرانی کے دوران عدل وانصاف کے نفاذ کے لیے کئی اقدامات کیے۔ انہوں نے قاضیوں کو ہدایات جاری کیں کہ وہ اپنے فیصلوں میں حق وانصاف کا خیال رکھیں اور کسی بھی قسم کی جانب داری سے گریز کریں۔ انہوں نے مظلوموں کی مدد کے لیے اور ظالموں کو سزا دینے کے لیے بھی اقدامات کیے۔[xii]

حضرت علی رضی اللہ کے عدل وانصاف کے کچھ مشہور واقعات

ایک دفعہ ایک امیر آدمی نے ایک غریب آدمی پر مقدمہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ نے دونوں فریقین کی باتیں سنیں اور پھر غریب آدمی کے حق میں فیصلہ دیا۔ امیر آدمی اس فیصلے سے ناراض ہوا اور اس نے حضرت علی رضی اللہ سے کہا کہ آپ نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ نے فرمایا: "میں نے تمہارے ساتھ زیادتی نہیں کی۔ میں نے صرف حق وانصاف کا فیصلہ کیا ہے۔"[xiii]

JSCRR

ایک اور دفعہ حضرت علی رضی اللہ ایک بازار میں گزر رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص ایک دوسرے شخص کو مار رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ نے اس شخص کو روکا اور اس سے پوچھا کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ دوسرے شخص نے اس کا قرض نہیں ادا کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ نے اس شخص سے کہا کہ وہ قرض واپس لینے کا حق رکھتا ہے، لیکن اسے دوسرے شخص کو مارنے کا حق نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ نے اس شخص سے قرض واپس لیا اور دوسرے شخص کو معاف کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ نے اپنے والیوں کو بھی ہدایات جاری کیں کہ وہ اپنے علاقوں میں عدل وانصاف کا نفاذ کریں۔ انہوں نے حضرت مالک اشتر کو، جو مصر کے والی تھے، ایک خط میں لکھا: "لوگوں کے ساتھ انصاف کرو اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ انہیں ظلم وستم سے بچاؤ اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے میں ان کی مدد کرو۔" حضرت علی رضی اللہ کی تعلیمات آج بھی اتنی ہی متعلقہ ہیں جتنی کہ وہ ان کے زمانے میں تھیں۔ ہمیں سب کو ان کی تعلیمات پر عمل کرکے اور اپنے فیصلوں میں ہمیشہ حق وانصاف کا خیال رکھ کر ایک زیادہ منصفانہ اور عادلانہ معاشرہ بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

قیدیوں اور مجرموں کے ساتھ عدل

حضرت علی رضی اللہ کا ماننا تھا کہ قیدیوں اور مجرموں کے ساتھ بھی انصاف اور رحم وکرم سے پیش آنا چاہیے۔ ان کا خیال تھا کہ انہیں سزا دینے کا مقصد انہیں اصلاح کرنا اور انہیں معاشرے کا مفید رکن بنانا چاہیے، نہ کہ ان سے بدلہ لینا۔ حضرت علی رضی اللہ نے اپنے حکمرانی کے دوران قیدیوں اور مجرموں کے ساتھ سلوک کے حوالے سے کئی اقدامات کیے۔ انہوں نے قید خانوں کی حالت کو بہتر بنایا اور قیدیوں کو بنیادی سہولیات فراہم کیں۔ انہوں نے قیدیوں کی تعلیم وتربیت کے لیے بھی اقدامات کیے تاکہ وہ جیل سے رہائی کے بعد معاشرے میں واپس آکر ایک عام زندگی گزار سکیں۔[xiv] حضرت علی رضی اللہ کے قیدیوں اور مجرموں کے ساتھ سلوک کے کچھ مشہور واقعات درج ذیل ہیں:

ایک اور دفعہ حضرت علی رضی اللہ نے ایک مجرم کو سزائے موت سنائی۔ مجرم نے حضرت علی رضی اللہ سے التجا کی کہ اسے معاف کر دیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ نے مجرم کی معافی قبول کر لی اور اسے سزا سے معاف کر دیا۔[xv] حضرت علی رضی اللہ کی تعلیمات آج بھی اتنی ہی متعلقہ ہیں جتنی کہ وہ ان کے زمانے میں تھیں۔ ہمیں سب کو ان کی تعلیمات پر عمل کرکے اور قیدیوں اور مجرموں کے ساتھ انصاف اور رحم وکرم سے پیش آکر ایک زیادہ انسانی اور مہربان معاشرہ بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حضرت علی رضی اللہ کے اقوال قیدیوں اور مجرموں کے سلوک کے بارے میں "قیدیوں اور مجرموں کے ساتھ بھی انصاف اور رحم وکرم سے پیش آؤ۔" "انہیں سزا دینے کا مقصد انہیں اصلاح کرنا اور انہیں معاشرے کا مفید رکن بنانا چاہیے، نہ کہ ان سے بدلہ لینا۔" "قید خانوں کی حالت کو بہتر بناؤ اور قیدیوں کو بنیادی سہولیات فراہم کرو۔" "قیدیوں کی تعلیم وتربیت کے لیے اقدامات کرو تاکہ وہ جیل سے رہائی کے بعد معاشرے میں واپس آکر ایک عام زندگی گزار سکیں۔"

حضرت علی رضی اللہ ایک عظیم رہنما اور انصاف پسند حکمران تھے۔ انہوں نے اپنے حکمرانی کے دوران تمام لوگوں کے ساتھ انصاف اور رحم وکرم سے پیش آنے کی کوشش کی، چاہے وہ امیر ہوں یا غریب، طاقتور ہوں یا کمزور، قیدی ہوں یا مجرم۔ ان کی تعلیمات آج بھی ہمارے لیے ایک رہنمائی کا چراغ ہیں اور ہمیں ایک زیادہ منصفانہ اور عادلانہ معاشرہ بنانے کی ترغیب دیتی ہیں۔

اقلیتوں کے ساتھ عدل

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اقلیتوں کے ساتھ عدل وانصاف کے مظاہر اسلامی معاشرت کے عظیم اصولوں کا عملی نمونہ ہیں۔ آپ نے اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا، ان کے ساتھ معاشرتی اور عدالتی معاملات میں مساوی برتاؤ کیا، اور انہیں سماجی تحفظ فراہم کیا۔ ذیل میں اقلیتوں کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عدل کے چند نمایاں پہلو اور ان کے ساتھ متعلقہ حوالہ جات تفصیل سے پیش کیے گئے ہیں:

1. اقلیتوں کے حقوق کی ضمانت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غیر مسلم رعایا کے حقوق کے تحفظ کو اسلامی ریاست کی ذمہ داری قرار دیا۔ آپ نے واضح فرمایا: "یہ بات جان لو کہ ان کے خون اور اموال کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے، جیسا کہ مسلمانوں کی حفاظت لازم ہے۔"[xvi] آپ نے یہ اصول واضح کیا کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو ان کے مذہب، جان، مال اور عبادات کے تحفظ کا مکمل حق حاصل ہوگا۔

2. غیر مسلم شہریوں کے ساتھ برابری کا برتاؤ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی حکمرانی کے دوران اس بات کو یقینی بنایا کہ اقلیتوں کے ساتھ انصاف میں کسی قسم کی تفریق نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: "لوگ دو قسم کے ہیں: یا تو تمہارے دینی بھائی ہیں یا خلقت میں تمہارے شریک۔"[xvii] اس اصول کے تحت تمام انسانوں کو مساوی حیثیت دی گئی، چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔

3. اقلیتوں کے عدالتی حقوق

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عدالتی معاملات میں اقلیتوں کے ساتھ برابری کا مظاہرہ کیا۔ اگر کسی مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان مقدمہ ہوتا تو آپ نے ہمیشہ انصاف کو اولیت دی، چاہے اس سے مسلمان کے خلاف فیصلہ کیوں نہ ہوتا۔ ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک یہودی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف عدالت میں مقدمہ کیا۔ قاضی نے گواہوں کی عدم موجودگی میں حضرت علی کے خلاف فیصلہ دیا، جسے آپ نے خندہ پیشانی سے قبول کیا[xviii]۔

4. اقلیتوں کے مالی اور سماجی تحفظ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اقلیتوں کی مالی اور سماجی بہبود کے لیے اقدامات کیے۔ آپ نے غیر مسلموں کو جزیہ ادا کرنے کے بعد ریاست کی طرف سے مکمل تحفظ فراہم کیا۔ اگر کسی علاقے کے غیر مسلموں کو تحفظ فراہم نہ کیا جا سکتا تو ان سے لیا گیا جزیہ واپس کرنے کا حکم دیا[xix]۔

5. اقلیتوں کے مذہبی آزادی کا احترام: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اقلیتوں کو ان کے مذہبی معاملات میں مکمل آزادی فراہم کی۔ انہوں نے عبادت گاہوں کے تحفظ کو یقینی بنایا اور انہیں ان کے مذہبی شعائر ادا کرنے کی مکمل اجازت دی[xx]۔

6. عدم تشدد اور صلح کا اصول

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اقلیتوں کے ساتھ صلح پسندی کی مثالیں قائم کیں۔ جنگ صفین اور دیگر سیاسی افراتفری کے دور میں بھی آپ نے غیر مسلم رعایا کے ساتھ ظلم یا جبر کی اجازت نہیں دی[xxi]۔

خلاصہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عدل و انصاف کے اصول اسلامی فلاحی ریاست کے بہترین نمونہ ہیں، جہاں اقلیتوں کے ساتھ عزت، مساوات، اور تحفظ کا رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ آپ کے فرامین اور عملی اقدامات نہ صرف مسلمانوں بلکہ اقلیتوں کے لیے بھی مشعل راہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ نے اپنے خطبہ خلافت میں فرمایا:

"لوگو! میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے وصیت کرتا ہوں کہ تم ذمیوں (غیر مسلم اقلیتوں) کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ ان پر ظلم نہ کرو اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ انہیں اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی دو اور ان کے حقوق کا احترام کرو۔"[xxii]

حضرت علی رضی اللہ نے مذہبی اقلیتوں کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے

انہوں نے ذمیوں کو جزیہ ادا کرنے سے معاف کر دیا جو ان سے پہلے کے حکمران وصول کرتے تھے۔

انہوں نے ذمیوں کو اپنے مذہبی رسومات پر عمل کرنے کی آزادی دی۔

انہوں نے ذمیوں کے لیے اپنے مقدمات میں عدالتوں میں انصاف حاصل کرنے کا حق یقینی بنایا۔
انہوں نے ذمیوں کے لیے اپنے املاک اور جانوں کی حفاظت کی ضمانت دی[xxiii]۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاضیوں کے تقرر کا طریقہ کار عدل و انصاف کے اعلیٰ اسلامی اصولوں پر مبنی تھا۔ آپ کے نزدیک قاضی کا کردار ریاست کے نظام عدل میں مرکزی حیثیت رکھتا تھا، اور اس لیے قاضیوں کے انتخاب میں انتہائی احتیاط، دیانت اور تقویٰ کو مد نظر رکھا جاتا تھا۔
ذیل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاضیوں کے تقرر کے طریقہ کار کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے:

1. تقویٰ و دیانت داری کا معیار

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاضی کے لیے تقویٰ اور دیانت داری کو اولین شرط قرار دیا۔ آپ نے فرمایا:
"قاضی وہ ہو جو خوف خدا رکھتا ہو، حق بات پر ڈٹا رہے، اور رشوت و ظلم سے دور ہو۔[xxiv]" آپ نے قاضیوں کو اس بات کی تلقین کی کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو اللہ کی رضا کے لیے انجام دیں اور کسی بھی ذاتی مفاد یا خوف سے متاثر نہ ہوں۔

2. تقرری بربنائے علم و فہم

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک قاضی کا تقرر اس کے علم اور فہم کی بنیاد پر کیا جاتا تھا۔ آپ نے مالک اشتر کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:
"لوگوں میں ایسے شخص کو قاضی مقرر کرو جو سب سے زیادہ علم والا ہو، صبر کرنے والا ہو، اور جس کے فیصلے عقل و منطق پر مبنی ہوں۔[xxv]" علم و فہم کو قاضی کے لیے بنیادی شرط قرار دے کر آپ نے عدلیہ میں ایسے افراد کے داخلے کو روکا جو غیر مستند یا نااہل ہوں۔

3. عدل و انصاف پر استقامت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاضیوں کو عدل و انصاف پر قائم رہنے کی تلقین کی۔ آپ نے فرمایا:
"قاضی وہ ہو جو فیصلہ کرتے وقت کسی کے مرتبے یا دولت کو خاطر میں نہ لائے بلکہ صرف حقائق پر مبنی فیصلہ کرے۔[xxvi]" یہ اصول ظاہر کرتا ہے کہ قاضی کے لیے ضروری ہے کہ وہ حق و انصاف پر ثابت قدم رہے، چاہے فیصلہ کسی قریبی کے خلاف کیوں نہ ہو۔

4. رشوت اور جانبداری کی ممانعت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاضیوں کے لیے رشوت اور جانبداری کو سختی سے منع کیا۔ آپ نے فرمایا:
"قاضیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ رشوت سے بچیں، کیونکہ یہ حق کو مٹا دیتی ہے اور انصاف کو زائل کر دیتی ہے[xxvii]۔" رشوت کو عدالتی نظام کے لیے زہر قرار دیتے ہوئے آپ نے قاضیوں کے لیے مالی اور اخلاقی پاکیزگی کو لازم قرار دیا۔

5. تقرری کے بعد نگرانی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ صرف قاضیوں کا انتخاب کرتے تھے بلکہ ان کی کارکردگی پر بھی نظر رکھتے تھے۔ آپ نے قاضیوں کو خطبے کے ذریعے متنبہ کیا کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے انجام دیں اور فیصلوں میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں۔
"میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ فیصلے میں انصاف کرو اور کسی کی حق تلفی نہ ہونے دو۔[xxviii]"

6. مالک اشتر کے لیے عدلیہ کی اصلاحات کے خطوط

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ مالک اشتر کے نام قاضیوں کی تقرری کے حوالے سے آپ کے نظریات کی جامع وضاحت پیش کرتا ہے۔ اس خطبے میں آپ نے قاضیوں کو منتخب کرنے کے لیے درج ذیل خصوصیات پر زور دیا:
بہترین اخلاق
صبر و تحمل

فیصلے میں جلد بازی نہ کرنا

معاملات کو گہرائی سے سمجھنے کی صلاحیت[xxix]

7.عوامی اعتماد کی بحالی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاضیوں کی تقرری میں عوامی اعتماد کو بھی مد نظر رکھا۔آپ کے نزدیک قاضی کا ایسا ہونا ضروری تھا کہ عوام اس کے فیصلوں پر اعتماد کریں اور اس کے کردار کو مثالی سمجھیں۔

خلاصہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاضیوں کی تقرری کو انتہائی اہمیت دی اور اس کے لیے دیانت، علم، تقویٰ، اور انصاف پر سختی سے عمل کرنے کا معیار مقرر کیا۔آپ کے عدالتی نظام میں قاضی نہ صرف عدل و انصاف کے محافظ تھے بلکہ عوام کے لیے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ بھی تھے۔ان اصولوں کی بنیاد پر آپ کا عدالتی نظام آج بھی مسلم دنیا کے لیے ایک روشن مثال ہے۔

---

[i] میر سید شریف جرجانی، کتاب التعریفات ص35، میر محمد کتب خانہ، کراچی 2000ء

[ii] ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن علی بن منظور، لسان العرب ص49۔ نشر ادب الحوزہ، یران 2001ء

[iii] ایضاً

[iv] شرف الدین محمد مرتضی بن محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن محمد بن حسن بن حسین بن محمد بن عبدالرحمن بن زبیدی، تاج العروس من جواہر

[v] القاموس، داراحیاء التراث، 2001م، 29/143-144

[vi] سورہ التوبۃ، 60:09-

[vii] حافظ سید ذہین علی، علیؑ اور عدل وانصاف حوزہ نیوز ایجنسی 30 مارچ 2024

[viii] حافظ سید ذہین علی، علیؑ اور عدل وانصاف

[ix] البقرۃ 283:02

[x] نہج البلاغہ ص:90

[xi] نہج البلاغہ خطبہ 124

[xii] نہج البلاغہ خطبہ 124

[xiii] حضرت علی کے تاریخ ساز فیصلے، ص:153

[xiv] حضرت علی کے تاریخ ساز فیصلے، ص:153

[xv] ایضاً، ص:154

[xvi] نہج البلاغہ، خطبہ 27

[xvii] نہج البلاغہ، خط 53، مالک اشتر کے نام فرمان

[xviii] کتاب "علی اور انسانی حقوق" از محمد ابوزہرہ، ص 72۔

[xix] تاریخ الخلفاء از جلال الدین سیوطی، ص 178

[xx] البدایہ والنہایہ، جلد 7، ابن کثیر

[xxi] شرح نہج البلاغہ از ابن ابی الحدید، ص 21

[xxii] حضرت علی کے تاریخ ساز فیصلے، ص:37

JSCRR

[xxiii] حضرت علی کے تاریخ ساز فیصلے، ص:154

[xxiv] نہج البلاغہ، خط 53، مالک اشتر کے نام فرمان

[xxv] نہج البلاغہ، خط 53

[xxvi] نہج البلاغہ، خط 53

[xxvii] شرح نہج البلاغہ از ابن ابی الحدید، جلد 3

[xxviii] البدایہ والنہایہ، جلد 7، ابن کثیر

[xxix] نہج البلاغہ، خط 53

JSCRR